یہ ہمارے سائی بابا ہیں۔ آج بھی اگر کوئی اُن کی عبادت کرے گا تو بابا اُس کی حفاظت کریں گے۔ جو شخص بھی اس باب کی کہانیوں کو روز معمول کے مطابق پورے یقین کے ساتھ پڑھے گا اُسے ساری مصیبتوں سے نجات مل جائے گی اُسے خُدا کا جلوہ دیکھنے کا موقع بھی ملے گا۔ اُس کی ساری خواہشات پوری ہو جائیں گی۔ وہ بالآخر خواہشات کے چنگل سے آزاد ہو کر خُدا تک رسائی حاصل کر لے گا۔

باباکامادی اشیاپر اختیار

جس طرح آکاش میں پیدا ہونے والی ہر جگہ گھومنے والی عظیم ہوا ہمیشہ ہی آکاش میں موجود رہتی ہے۔ اسی طرح بابا اپنے مفردات اس وقت دکھاتے تھے جب کبھی آوا گمن کے چکر میں یہ سنسار گھومتا تھا۔ ہم اس باب کو دو واقعات کے ذکر پر ختم کرنا چاہتے ہیں جن کا تعلق بابا کی زندگی سے ہے۔ ایک بار شرڈی اور اس کے آس پاس کے دیہات میں زبردست طوفان آیا۔ سارا علاقہ پانی میں ڈوب گیا۔ سب جاندار پرند، چرند اور انسان گھبرا گئے اور وہ پناہ کی غرض سے "دوار کا مسجد" کے گرد جمع ہو گئے۔ شرڈی میں بہت سے مقامی دیوتا ہیں لیکن کوئی بھی ان کی مدد کے لیے نہیں آیا۔ چنانچہ لوگ بابا سے درخواست کرنے لگے "ہمیں بچاؤ" بابا کو اُن پر ترس آگیا اور وہ مسجد سے باہر ایک کنارے پر کھڑے ہو کر بڑی گرجدار اونچی آواز میں بادل سے مخاطب ہوئے "ٹھہرو ٹھہرو! اپنے غصے کو روک لو اور پرسکون ہو جاؤ" یہ کہتے ہی طوفان رک گیا ہوائیں چلنی بند ہو گئیں اور بارش تھم گئی۔ ایسا کرشمہ ہوا کہ تھوڑی ہی دیر میں چاند نظر آنے لگا۔ لوگ خوشی خوشی گھروں کو چلے گئے۔ بابا ایک مردِ مجاہد تھے جو کسی معاوضے کی توقع کے بغیر کرشمے کرتے تھے۔

ایک دوسرے موقع پر دھونی کی آگ دوپہر کے وقت بھڑک اُٹھی۔ اس کے شعلے اُوپر چھت سے ٹکرانے لگے۔ مسجد میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ کیا کریں اور کسی میں یہ ہمت بھی نہیں تھی کہ بابا سے کہیں کہ اُس میں پانی اُنڈیل دیں یا کسی طرح اُسے بُجھا دیں۔ بابا نے جب دیکھا کہ اب آگ بھڑک اُٹھی ہے تو انھوں نے اپنی چھڑی (سٹکہ) جو ہمیشہ اُن کے پاس رہتی تھی مسجد کے ستون پر یہ کہتے ہوئے دے ماری "نیچے آجاؤ، خاموش ہو جاؤ" چھڑی کے مارنے کے ساتھ ہی شعلے کم ہونے لگے اور کچھ ہی منٹوں میں دھونی خاموش ہو گئی۔

تھے تو شاما نے بابا سے کہا حضور آپ فالکے صدیق کو مسجد میں آنے کے لیے کیوں نہیں کہتے ہو جب کہ آپ کا دربار عام آدمیوں کے لیے کھلا ہے۔ مہربانی کر کے فالکے صدیق حاجی کو ایک بار آشیر واد دے دو تاکہ اس کی خواہش پوری ہو جائے۔ بابا نے شاما سے کہا شاما تم یہ باتیں نہیں سمجھو گے کیوں کہ تم ابھی بہت چھوٹے ہو۔ جب اللہ ہی نہ مانے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ اللہ کی مرضی کے بغیر کون مسجد تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ تاہم جاؤ اور اس سے پوچھو کہ کیا وہ باروی کنویں کی نچلی پگڈنڈی تک آسکتا ہے۔ شاما اس کے پاس گیا اور مثبت جواب لے کر لوٹا کہ وہ آسکتا ہے۔ بابا نے پھر شاما سے کہا کہ جاؤ اس سے کہو کہ کیا وہ مجھے چالیس ہزار روپے چار قسطوں میں دے سکتا ہے۔ شاما یہ سوال بھی لے کر فالکے کے پاس گیا اور اس کا جواب لے کر آیا کہ وہ چالیس لاکھ روپے تک دینے کے لیے تیار ہے۔ پھر بابا شاما سے کہنے لگے کہ ہم مسجد میں ایک بکرا ذبح کرتے ہیں۔ کیا وہ اس بکرے کا گوشت کھائے گا۔ فالکے کا جواب تھا کہ اگر یہ تحفہ بابا اپنے برتن میں دے گا تو مجھے قبول ہے۔ یہ سن کر بابا کو اشتعال آگیا اور وہ اپنے سارے برتن پھینک کر سیدھے فالکے کے ہاں پہنچے اور اس سے کہنے لگے کہ ”تم کیوں ڈھینگیں مارتے ہو، خود کو بڑا سمجھتے ہو، حاجیوں کا لباس زیب تن کر رکھے ہو اور قرآن شریف پڑھتے ہو اس کے باوجو مجھے سمجھنے سے قاصر ہو افسوس صد افسوس!“ اس طرح ڈانٹ کھانے پر حاجی گھبرا گیا۔ بابا اس کے بعد واپس مسجد کو چلے گئے اور اپنی جیب سے 55 روپے نکال کر حاجی کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔ اس کے بعد بابا حاجی سے محبت سے پیش آئے اور اسے کھانے کی دعوت دی۔ اس کے بعد حاجی جب چاہتا مسجد میں آتا جاتا۔ کبھی کبھی بابا کو کچھ روپے بھی دیتا۔ اس طرح حاجی کو بابا کے دربار کی فہرست میں شامل کر لیا گیا۔

اپنے گورو کی طرف چلا گیا اور اسی دھیان میں انھوں نے اپنے گورو کو چندن کا ٹیکہ لگایا۔ جب شام کو داد بھٹ نے بابا سے پوچھا کہ بابا آپ نے آج تک کسی بھگت کو ایسا ٹیکہ لگانے نہیں دیا تو پھر ڈاکٹر پنڈت کو آپ نے کیسے لگانے دیا۔ بابا نے جواب دیا ڈاکٹر پنڈت اپنے گورو "کاکا پورانک" کو ٹیکہ لگاتا ہے اُسے اپنے گورو سے جو محبت و عقید ہے مجھے اس کا احترام کرنا ہی تھا۔ یہی بات جب دادا بھٹ نے ڈاکٹر پنڈت سے کہی تو ڈاکٹر صاحب کہنے لگے میں جب دور کا مسجد میں گیا تو مجھے بابا کی گدی پر اپنے گورو "کاکا پورانک" کا مجسمہ نظر آیا۔ چونکہ میں اپنے گورو کو ہر دن ٹیکہ لگاتا ہوں اس لیے آج بھی میں نے ایسا کیا۔ بابا کو ہر سادھو سنت کا برابر احترام تھا۔

حاجی صدیق فالکے

در اصل یہ بات کسی کو پتا نہیں تھی کہ بابا کب کس کو اپنے بھگت کا درجہ دیں گے۔ یہ ان کی اپنی مرضی پر منحصر تھا۔ صدیق فالکے کی کہانی اس بات کا ثبوت ہے ۔ کلیانی گاؤں کے ایک مسلمان جو مکہ اور مدینہ کی زیارت کر کے آیا تھا کو خیال آیا کہ وہ شرڈی جا کر بابا سے ملے۔ جب وہ چاوڑی مسجد پہنچا تو شمال کی طرف منہ کر کے مسجد کے کھلے احاطے میں بیٹھ گیا۔ نو ماہ تک بابا نے اس کو کوئی اہمیت نہ دی اور اسے دوار کا مسجد میں داخل ہونے نہیں دیا۔ صدیق فالکے بہت مایوس ہوا۔ اس کو سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ کیا کرے۔ پھر کسی نے اسے مشورہ دیا کہ وہ مایوس نہ ہو بلکہ بابا کے ایک قریبی بھگت جس کا نام شاما (مادھو راؤ دیش پانڈے) ہے کی وساطت سے بابا تک پہنچنے کی کوشش کرے۔ جس طرح بھگوان شو تک "نندی" کے ذریعے رسائی حاصل کی جاتی اسی طرح اسے بابا تک شاما کے ذریعے پہنچنا چاہیے۔ فالکے کو یہ مشورہ پسند آیا اور اس نے شاما یعنی مادھو راؤ دیش پانڈے کو مدد کے لیے بیچ میں ڈال دیا۔ ایک دن جب بابا مسجد میں بیٹھے

تھے اور اپنی خواہش کے مطابق ان کی خدمت کرتے تھے کوئی بھگت ان کو پنکھا جھلتا تھا کوئی بھگت پاؤں دباتا۔ کوئی پاؤں دھوتا کوئی نوید کھلاتا۔ کوئی کسی ساز کو چھیڑتا، کوئی چندن یا خوشبو لگاتا وہ ہر پریمی بھگت کے من میں ہوتے تھے۔ حالانکہ وہ شرڈی کی دور کا مسجد شریف میں ہوتے لیکن دراصل وہ ہر جگہ موجود ہوتے۔ اُن کے بھگتوں کو وہ ہر جگہ دکھائی دیتے تھے ایسے ست گورو کو ہمارا سلام پہنچے۔

ڈاکٹر پنڈت کی پُوجا

ایک دن کا واقعہ ہے کہ تاتیا صاحب نولکر کا دوست ڈاکٹر پنڈت شرڈی میں بابا کے درشن کے لیے آیا۔ جب ڈاکٹر پنڈت کی مسجد میں تشریف آوری ہوئی تو بابا نے اس سے کہا کہ تم دادا بھٹ کلکر کے پاس جاؤ۔ ڈاکٹر پنڈت نے بابا کے حکم کی تعمیل کی۔ جب وہ داد بھٹ کلکر کے پاس گیا تو اس نے ڈاکٹر صاحب کی بہت آؤ بھگت کی۔ اُسی دوران عام دن کی طرح دادا بھٹ پوجا کا سامان لے کر مسجد کی طرف گیا تا کہ بابا پوجا کر سکیں۔ اور چیزوں کے علاوہ پوجا کے سامان میں چندن کا ٹیکہ بھی تھا۔ ڈاکٹر پنڈت بھی دادا بھٹ کے ساتھ تھے۔ ڈاکٹر پنڈت نے پوجا کی تھالی سے چندن کا ٹیکہ نکال کر بابا کے ماتھے پر تین لکیریں کھینچی۔ اُس دن تک کسی نے جرأت نہ کی تھی کہ بابا کے ماتھے پر اس طرح ٹیکہ لگائے۔ صرف مہالا سپتی ایک آدمی تھا جو بابا کے گلے پر چندن لگاتا تھا۔ جب ڈاکٹر پنڈت نے ایسا کیا تو بابا چپ چاپ بیٹھے رہے۔ انھیں ڈاکٹر پنڈت پر نہ تو غصہ آیا اور نہ انھوں نے اسے بُرا بھلا ہی کہا۔

ڈاکٹر پنڈت کے گورو روگناتھ مہاراج ڈپے شور گاؤں میں رہتے تھے۔ اور مہاراج "کاکاپورانک" کے نام سے مشہور تھے۔ ڈاکٹر پنڈت اپنے گورو "کاکاپورانک" کو ہمیشہ چندن کا ٹیکہ لگاتے تھے۔ آج جب وہ مسجد میں آئے تو بابا کے بدلے ان کا دھیان

روشنی (۵) سورج (۶) پانی (۷) برہمن لیکن ان سب اشیاء سے بہتر سدگرو ہیں۔ اس وقت ہم سائی بابا کی ظاہری صورت کو دھیان میں لائیں جو بغیر کسی لالچ یا لگاؤ کے ایک مجسّم وجود تھے اور اپنے بھگتوں کے لیے آرام و سکون کی پناہ گاہ تھے۔ ان کے الفاظ میں ہمارا یقین دراصل ہمارا آسن ہے۔ اور پوجا کرنے کے لیے ہمارا ارادہ خواہشات کو ترک کر کے سائی بابا میں دھیان لگانا ہے۔ کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ سائی بھگوان کے ایک بھگت تھے کچھ کے نزدیک وہ ایک بہت بڑے بھگت تھے لیکن ہمارے لیے وہ پرمیشور کا ظہور تھے۔ وہ ہمیشہ اپنے بھگتوں کے لیے دیالو، رحم دل اور حلیم تھے۔ وہ کبھی بھی کسی سے ناراض نہ ہوتے تھے۔ وہ نرم طبیعت سیدھے سادے اور حد درجہ کے مہذب شخصیت تھے۔ وہ اگرچہ دکھائی دیتے تھے لیکن در حقیقت ان کا کوئی جسم نہ تھا۔ اُن کو کسی چیز کی خواہش نہ تھی۔ نہ ہی کوئی تمنا تھی۔ جس طرح گنگا سمندر کی طرف بہتے ہوئے جھلستے ہوئے جانداروں کو ٹھنڈک پہنچا کر تازہ دم اور درختوں، فصلوں کو سیراب کرتی اور بہتوں کی پیاس بجھاتی ہے اسی طرح سائی بابا ایسے ولی یا سادھو سنت اپنی زندگی کے دوران سب کو سکون و شانتی بہم پہنچاتے ہیں۔ جب جب ایسے اوتار دنیا میں جنم لیتے ہیں وہ اپنے رابطے میں آنے والے ہر شخص کو پاپوں سے آزاد کرتے ہیں۔

بھگوان کرشن نے کہا کہ ہر وہ شخص جو گورو ہے مجھ میں رہتا ہے اور میں اس کے شریر و دل میں رہتا ہوں۔ یہ ناقابل بیان طاقت صرف شرڈی والے سائی بابا میں تھی۔ شروتی (اپنشد) میں بیان کیا گیا ہے کہ برہم اصل میں ایک مسرت ہے بھگتوں نے اس کا تجربہ شرڈی کے سائی بابا پر کیا تھا۔ بابا ہر ایک کی مدد کرتے تھے اپنی مدد کے لیے اُن کو کسی کی مدد کی ضرورت نہ تھی۔ وہ بیٹھنے کے لیے ایک پھٹے پرانے ٹاٹ کو استعمال کرتے تھے۔ اس کے پیچھے ایک تکیہ ہوتا تھا بابا نے اپنے بھگتوں کو کھلی چھوٹ دے رکھی تھی کہ وہ جیسے چاہیں اُن کا احترام کریں۔ اس لیے جب ان کے بھگت آتے

چھٹاباب

جوشِ عقیدت

(۱) سائی سگن برہم کے رُوپ میں(۲) ڈاکٹر پنڈت کی پوجا(۳) حاجی صدیق فالکے کی بھگتی(٤) مادی اجزا پر قابو

سگن روپ (انسانی جسم) میں جو شخص کرم کے پھل کی خواہش نہ کرتے ہوئے کیے جانے کے لائق عمل کرتا ہے اور سب کو ایک جیسا سمجھتا ہے وہی یوگی اور ستپرش (نیک آدمی) کہلانے کا حق رکھتا ہے۔ سائی بابا سگن رُوپ میں ایسی ہی شخصیت تھے۔

ایشور یا برہم کے دو رُوپ ہیں۔ جو دکھائی دے اُس کو سگن اور جو دکھائی نہ دے اس کو نرگن کہتے ہیں۔ نرگن کی کوئی شکل یا ہیئت نہیں ہوتی جب کہ سگن کی شکل یا ہیئت ہوتی ہے۔ تاہم دونوں برہم ہی کا روپ ہیں۔ جیسے نظام فلکی میں چاند ستارے آکاش میں جو دکھائی دیتے ہیں وہ سگن برہم کا روپ ہیں اور ان کے بیچ کا خلا جس میں یہ سب چاند ستارے موجود ہیں دکھائی نہیں د نرگن برہم ہے۔ کچھ لوگ سگن برہم کی پوجا کرتے ہیں خُدا نے چوں کہ انسان کو جسم عطا کیا ہے اس لیے انسان کے لیے خُدا کے مجسم ظہور کی عبادت کرنا زیادہ آسان ہے۔ ہماری محبت اور عقیدت اس وقت تک نہیں بڑھتی جب تک کہ ہم کچھ وقت تک سگن برہم کی عبادت نہ کریں جیسے جیسے ہم اس عمل اور ریاض میں آگے بڑھتے ہیں تو وہ ہمیں نرگن برہم کی عبادت کرنے کے بھی قابل بناتی ہے۔ آیئے ہم سگن برہم سے عبادت کا آغاز کریں۔ سات قسم کی چیزیں جن سے سگن پوجا ہو سکتی ہیں وہ ہیں (۱) مورت (۲) ہَون کند (۳) اگنی (۴)